26- الشعر
27 – النمل
28- القصص

سُوْرَۃُ نَمْل

مکی ہے اسکے حروف ۴۶۹۹ ۔ اسکے کلمات ۱۱۰۹ ۔ اسکی آیتیں ۹۳ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

طٰسٓ تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِیْنٍ ۙ هُدًى وَّبُشْرٰى
لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ یہ قرآن اور واضح کتاب کی آیتیں ہیں۔ ہدایت و بشارت
اُن مومنین کے لئے۔ جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہی
آخرت کا (بھی) یقین رکھتے ہیں۔ اللہ تعالے لئے پہلے اُن لوگونکو یان سے

تلك ۔ یہ اشارہ طرف آیات سورت کے ہے۔ یا خود سورت کی جانب یا مطلق آیات کی جانب (خفاجی)۔ کتاب ۔ لوح محفوظ یا قرآن مجید۔ وجہ ثانی پر گویا ایک صفت کا دوسری صفت پر عطف ہے جیسے ھذا فعل السخی والجواد الکریم ہے۔ اور اسکی تنکیر تعظیم کے لیے ہے ۔ ۱۲

موصوف فرمایا کیونکہ معرفت ہی سب سے پہلے ہوتی ہے۔ پھر انھیں ادائی نماز و زکوٰۃ
سے موصوف کیا یعنے طاعتِ نفسی اور مالی ادا کرتے ہین۔ یہ درمیانی مقام کی طرف
اشارہ ہے۔ پھر انھیں معرفتِ معاد و آخرت سے موصوف فرمایا۔ اس سے عمدہ نسق
بیان ہو نہین سکتا بعد بیانِ مومنین آخرت منکرین کو ڈراتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ
سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ بیشک جو لوگ آخرت کا
یقین نہین رکھتے ہمنے انھین اُن کے اعمال عمدہ کر دکھائے تو وہ بھٹکے پھرتے ہین یہی
ہین جن کے لئے برا عذاب ہے اور آخرت مین بھی نقصان پانے والے ہین جس شخص کو
آخرت کا یقین کامل طور سے ہو گا وہ اعمالِ صالحہ کیون کریگا۔ بلکہ اُسکی ساری زندگی
مال و اولاد کے پیچھے برباد ہو جائے گی۔ اور آخرِ وقت مین بہت مشکل سے اُسکی روح
نکلیگی

ع ۱ ۲ ۵

حضرت خلق قدس سرہ

غفلت کی نیند سینکڑون فتنے جگائیگی	آرام گر یہی ہے تو آرام ہو چکا۔

برخلاف مومن کے کہ وہ کہتا ہے کہ اگر چندروز کے لئے چند لذتین (جو محرمات ہین)

اعمالھم۔ یعنے اُن کے بُرے اعمال کو طبیعت و نفس کے موافق بنا دیا جسطرح حدیث مین حفت النار
بالشہوات ہے یا یہ کہ اچھے عمل اُن پر واجب کر دئے اور اُس پر ثواب مترتب کیا۔ لیکن وہ بھٹکتے پھرے۔
نہ ضرر کا خیال کیا نہ نفع کا۔ یعمہون۔ العمہ التحیر و التردد ۱۲

اگر مجھسے جاتی رہین تو کیا خوف ہو سعادت ابدی تو میرا ہی حصہ ہی۔ غرض منکرین
آخرت اپنی نفسانی خیالات کے پابند ہین۔ اور مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے مطیع کیونکہ آپکی ہدایت عین وحی حق ہی اسلئے فرماتا ہی وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ
مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝ اور بے شک (اے نبی) تمھین قرآن ایک حکمت والے باخبر
کی طرف سے القا کیا جاتا ہے۔ وہ ایسا حکیم وعلیم ہے کہ جس کے حکمت وعلم کے آثار مین سے
ایک موسے علیہ السلام کا قصہ ہی جو بہت ہی عجیب و نادر ہی۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ
اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ

حکیم علیم۔ حکمت صرف امور عملیہ کا جاننا ہی۔ اور علم اُس سے عام ہے کیونکہ علم کبھی عملی ہوتا ہے۔ کبھی نظری۔
اور علوم نظریہ علوم عملیہ سے اشرف ہین۔ تو ذکر حکمت علوم عملیہ کو شامل ہی اور پھر علیم کے ذکر کرنے مین مبالغہ
کمال علم مین ہی کبیر الحکمۃ من اللہ تعالی معرفۃ الاشیاء وایجادھا علی غایۃ الاحکام۔ ومن
الانسان معرفۃ الموجودات وفعل الخیرات (راغب)۔ اِذْ منصوب ساتھ علیم کے ہی یا ساتھ اذکر کے۔
بخبر۔ یعنی راستے کی خبر کیونکہ موسے علیہ السلام راہ بھول گئے تھے۔ اَوْ۔ یعنے دو کامون مین سے ایک
کام ضرور ہوگا۔ آپ کو اللہ کی مہربانیون پر بھروسہ تھا۔ آپ نے سمجھ لیا تھا کہ اللہ تعالے
اپنے بندے پر دونون طرح کی محرومی جمع نہین فرماتا۔ بشہاب قبس۔ الشہاب الشعلۃ و
القبس النار المقبوضۃ (کبیر) قبس معنی مین مقبوس کی۔ بدل یا صفت شہاب ہی۔ تصطلون۔
یہ باب افتعال سے اسکا مجرد صِلاءٌ یا صَلی ہی۔ جس کے معنے اپنا جسم گرم کرنے اور جاڑے کو دور کرنیکے لئے آگ کے
نزدیک ہونا یعنے تاپنا۔ اور بڑی آگ کو بھی صلاء کہتے ہین۔ ۱۲

بشہاب
۲ نافع و مکی و بصری و...
ساتھ اضافت کے...
شہاب مقبوس اور...
مقبوس دونون ...
تو یہ عام ہوا۔ اور...
خاص۔ یعنے وہ...
سے لیا جاسے۔ ...
اضافت بیانیہ...
ثوب خز کے ...

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ 1
الْعٰلَمِیْنَ ۝ یٰمُوْسٰۤی اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا
تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰی لَا تَخَفْ ۫ اِنِّیْ لَا یَخَافُ
لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ
وَاَدْخِلْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ
وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا
سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ

ان مفسرہ ہے کیونکہ ندا میں قول کے معنی ہیں یہ ثقیلہ سے مخففہ نہیں اس دلیل سے کہ اس کے فعل میں قد نہیں ہے۔ (نیشاپوری) بورك - ای تبارك من فی النار ای النور وتقدس وفی روایة عن ابن عباس نور رب العالمین (ابن کثیر) ومن حولها - ای من الملائکة - انه ضمیر اسکے شان کے ہے اور انا اللہ اسکا جملہ مفسرہ ہے۔ والق - بورك پر معطوف ہے - اور یہ دونوں نودی کی تفسیر میں - اور معنے اسطرح ہیں قیل له بورك والق - تهتز - هز الشی فاهتز ای حرکه فتحرك وبابه رد - (مختار) جان - نوع من الحیة لم یعقب - لم یلتفت عقب المقاتل اذا کر بعد الفر - (کبیر) ادخل - سورۂ قصص میں اسلك موافقت اضمم کے لئے ہے - اور اس لئے بھی کہ ادخل میں اسلك سے زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ سلك لازمی ومتعدی دونو طرح آیا ہے - اور قصص میں فذلك برهانان ہے اور یہاں فی تسع ایات ہے اور یہ عدد میں ابلغ ہے تو اس کے لئے لفظ میں بھی ابلغ مناسب ہے - فی تسع متعلق جا محذوف مستانف ہے ای اذهب فی تسع ایات - واستیقنتها یہ واو حال کے لئے ہے اور قد مقدر ہے اور ایقان سے استیقان ابلغ ہے - ظلما وعلوا - ای کبرا وترفعا یہ دونوں مفعول لہ ہیں - ۱۲

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۵ ع جب موسےٰ نے اپنی گھر والون سے کہا کہ بے شک مین نے
آگ دیکھی ہی وہان سے تمھارے پاس کچھ (راہ کی) خبر یا سلگتی ہوی چنگاری عنقریب
لاؤن گا تاکہ تم تاپو پھر جب آگ کے پاس آئے تو آواز دیگئی کہ جو اس آگ مین ہے
وہ مبارک ہی اور جو آگ کے آس پاس ہی (یعنے فرشتے) اور اللہ ساری جہان کا
پروردگار پاک ہی۔ اے موسےٰ بیشک بات یہ ہی کہ مین ہی اللہ زبردست حکمت والا
ہون۔ اور تم اپنا عصا ڈالدو۔ پھر جب موسےٰ نے اُسے (ڈالا) دیکھا کہ حرکت کرتا ہی
گویا کہ وہ سانپ ہی پیٹھ پھیر کر ہٹے اور مڑکر نہ دیکھا (ہم نے کہا کہ) اے موسےٰ تم نہ ڈرو
بے شک مین ہون کہ پیغمبر میرے حضور مین ڈرا نہین کرتے۔ لیکن جس نے ظلم کیا
پھر بعد برائی کے اُس کے بدلے مین نیکی کی تو بے شک مین بخشنے والا مہربان ہون
اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان مین ڈالو وہ سفید بے عیب نکل آئے گا (ان دونون معجزونکو)

لہ حال الطریق (بیضاوی) ٹلہ آپ نے سا تیکم مین سین تنفیس (یعنے مدت فعل کی جو کوتاہ ہی اُس مین
توسیع کرنا یعنے اُسے حال سے استقبال کی طرف نقل کرنا) اسی لیے ذکر کیا تا وحشت ان سے دفع ہووے
سلہ یعنے تم اس آگ کے سبب سے گرم ہوجاؤ۔ لکہ تا اس کلام سے کسی کو جہت کا وہم ہووے تو اُس سے
تنزیہ فرماتا ہی۔ نزھہ عن الصورة والمکان وان ظھر بکل صورة ومکان (رہائمی) پروردگار عالم کے
سزاوار ہی کہ عاشق کے حال کے موافق جس وصف (یعنے نار ونور وشجر وطور وغیرہ) سے چاہے تجلی فرمائے باوجود
اُس کے ذات وصفات جہت ومکان سے منزہ ہین (روح) شہ عقیدہ پیغمبرون کو خاتمہ کا خوف نہین
کیونکہ انھین اللہ نے بے فکر کردیا ہی۔ اگر خوف ہوتا تو اُن احکام پر جن کا اللہ نے انھین حکم کیا اعتماد نہین ہتا (خفاجی)

ان نو معجزون مین (شامل کرکے) فرعون اور اسکی قوم کی طرف (جاؤ) بے شک
وہ لوگ فاسق ہین۔ پس جب ان کے پاس ہمارے روشن معجزے[1] آئے تو کہنے لگے
کہ یہ توصریح جادو ہے۔ اور ناانصافی اور تکبر کے باعث اُن (معجزون) کے منکر ہو گئے
حالانکہ اُن کے دلون نے اُن (معجزات) کا یقین کرلیا تھا۔ پس (اے نبی) دیکھو کہ
مفسدون کا انجام کیا (برا) ہوا۔ اس قصہ مین اسطرف اشارہ ہے کہ ای سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے والو ڈرو۔ کہ جس طرح کہ وہ کافر ہلاک ہوئے تم بھی
بطریق اولے ہلاک ہون گے۔ کیونکہ آپ موسے علیہ السلام سے بزرگ وبرتر۔ اور
آپ کے معجزے اُن سے بھی بڑھکر ہین **دوسرا قصہ** سلیمان علیہ السلام کا۔ وَلَقَدْ

قصہ سلیمان علیہ السلام

آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيرٍ مِّنْ
عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا
مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۝ اور

[1] یہ مبصرہ کا حاصل معنے ہے۔ اور وہ اسم فاعل بمعنی مفعول کے ہے۔ یعنے ابصار کے لئے اسقدر جلا اور روشن ہے کہ قریب تھا کہ اگر صاحب بصر سے ہووے تو خود ہی دیکھے۔ منطق۔ جس لفظ سے خواہ وہ مفرد ہو یا مرکب اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا جاوے وہ عرف مین نطق و منطق ہے الخ (بیضاوی)

بے شک ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا۔ اور دونوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے
جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان دار بندوں پر فضیلت دی ۱ اور سلیمان (علم و
نبوت میں) داؤد کے وارث ہوئے۔ اور کہا کہ ای لوگو ہمیں پرندکی بولی سکھائی گئی ہی
اور ہمیں ہر چیز سے دیا گیا ہی۔ بے شک یہی صریح فضل (الٰہی) ہے۔ اس آیت میں
دلیل ہے کہ علم سے زیادہ کوئی شرف وفضیلت کی چیز نہیں۔ کیونکہ دونوں نے علم کو
اصل فضل ٹھہرا کر اُسی پر شکر کیا۔ اور ایسے ملک کا جو کسی کو نہیں دیا گیا تھا اعتبار نہیں
کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کے انعامات کو بطور شکر بیان کیا نہ بطور فخر۔ ٹھیر سلیمان علیہ السلام
کی سواری جس کروفر سے نکلی اس کا بیان ہے۔ وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُہٗ مِنَ
الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓی اِذَآ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ

۱؎ یہاں علمی وراثت مراد ہی۔ ورنہ اور اولاد میراث سے کیوں محروم رہتی۔ ۲؎ احمد وابن ابی شیبہ وابن ابی حاتم
سے روایت ہی کہ ایک مرتبہ سلیمان علیہ السلام بارش کا پانی مانگنے کے واسطے لوگوں کے ساتھ نکلے راہ میں دیکھا کہ ایک چیونٹی
چت پڑی ہوئی آسمان کیطرف ہاتھ اٹھا کر ہوئی دعا مانگ رہی ہی کہ الٰہی میں بھی تیری مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہوں
اور تیرے رزق کی محتاج ہوں اپنے فضل سے ہمکو سیراب کردے اور اگر تیری خوشی ہی تو ہمکو موت دیدے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام
یہ سنکر لوگوں سے کہا کہ پھر چلو کہ دوسرے کی دعا سے تمکو پانی ملگیا (در) الطیر جمع الطائر کصحب جمع صاحب۔ وجمع الطیر
طیور واطیار۔ مثل فرخ وفروخ وافراخ۔ والطیر ایضًا قد یقع علی الواحد (مختار الصحاح) یوزعون
یعنی پہلے لوگوں کو پچھلے لوگوں کے انتظار میں ٹھیرا دیا جاتا تھا تا سب ایک جا جمع ہوکر باقاعدہ صف بصف حسن انتظام سے سواری نکلے۔ واخرج
ابن جریر عن ابن عباس قال جعل علی کل صنف منھم وزعۃ ترد اولاھا علی اخراھا لئلا یتقدموا فی المسیر کما تصنع الملوک ۲

قَالَتْ نَمْلَةٌ يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ 27
وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ
اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ
اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اور سلیمان علیہ السلام کے لیئے اُن کے لشکر جن
اور انسان اور پرندے جمع کیئے گئے تو وہ قسم قسم کے کھڑے کیئے جاتے تھے۔ یہاں تک
کہ جب چیونٹیوں کے میدان پر پہونچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے گھروں میں
گھس جاؤ (کہیں) سلیمان اور ان کے لشکر تمہیں کچل نہ ڈالیں اس حال میں کہ
انہیں خبر نہو۔ تو (سلیمان علیہ السلام) چیونٹی کی بات سے مسکرا کر ہنس پڑے اور کہا کہ اے
میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھے
اور میرے ماں باپ کو عنایت کی ہے اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں جسے تو پسند
فرمائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما یعنی سلیمان علیہ السلام[1]

لَا يَحْطِمَنَّكُمْ۔ حطمہ من باب ضرب ای کسرہ فانحطم وتحطم والتحطیم التکسیر۔ (مختار)۔
ضاحکا۔ حال مؤکدۃ لان التبسم مبدأ الضحک (اعراب القرآن) اوزعنی۔ ہمزۃ للتعدیۃ
ومعناہ اکفہ واحبسہ وھو مجاز عن الملاومۃ والملازمۃ (خفاجی) جسطرح یوزعون میں
گذرا۔ [1] اخرج ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر کان یوضع لسلیمان علیہ السلام ثلثمائۃ
الف کرسی فیجلس مؤملوا الانس مما یلیہ ومؤملوا الجن من وراءھم ثم یامر الطیر فتظلہ ثم
یامر الریح فتحملہ فیمرون علی السنبلۃ فلا یحرکوھا (در) ۱۲۔

پاس تین قسم کا لشکر تھا آپ کے قریب مین آدمی رہتے تھے ان کے پیچھے مسلمان جن
اور پرند آپ کے تخت پر سایہ کرتے تھے۔ ایکبار آپ کا لشکر ایسے مقام پر سے گذرا کہ جہان
چیونٹیان کثرت تھین تھے ایک چیونٹی نے کہا اپنے بلون مین گھس جاؤ۔ ایسا نہو کہ
تمھین سلیمان اور اُن کا لشکر روند ڈالے اور ان کو معلوم ہی نہو سکے۔ چیونٹیان بھی
جانتی تھین کہ اللہ کا پیغمبر معصوم ہوتا ہے پھر سلیمان علیہ السلام اُس قول کے باعث
اول تو مسکرائے یہان تک کہ ہنسی آگئی ایک تو اس سبب سے کہ چیونٹی نے حضرت سلیمان
علیہ السلام کو بے خبر سمجھا حالانکہ آپکو اسکا علم تھا۔ دوسرے خدائے تعالے کی عنایت پر
نظر کر کے کہ مجھے ایسا بلند مرتبہ عنایت کیا۔ اسی لئے شکر کی توفیق طلب کی تا اس جاہ و
حشم پر غرور نہ پیدا ہو۔ تیسرا قصہ بلقیس کا۔ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى

الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۝ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ

وتفقد۔ التفقد تفعل من الفقد وهو العدم بعد الوجود فهو اخص من العدم۔ ومعناه اراد معرفة
الموجود منها من غيره۔ واصله تعرف الفقد (خفاجی) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہدہد ہر وقت پانی سے آگاہ
کیا کرتا تھا اسی لئے حضرت سلیمان نے اُسکو ڈھونڈا الخ۔ ابن ابی حاتم وابن ابی شیبہ وحاکم مع تصحیح (در) اَم منقطعہ
ہے بل اُس کے معنے ہین۔ مثل اسی کے ان کا قول ہے اِنَّهَا لَابِلٌ اَمْ شَاءٌ یعنے پہلے آپنے یہ خیال کیا کہ وہ یہان
حاضر ہے۔ لیکن وہ کسی سبب (پردہ وغیرہ) سے مجھے نظر نہین آتا۔ پھر آپ پر واضح ہوا کہ وہ غائب ہے (کبیر)
او۔ دونون جگہ مین تردید کے لئے ہے۔ یعنے اگر کوئی عذر پیش کریگا تو تادیب ہوگی نہ ذبح ہوگا۔ ورنہ کوئی
ایک ان دونون مین سے ہوگا۔ لَاَذْبَحَنَّهٗ۔ گویا کہ شدید (یعنے عذاب) سے طرف اشد کی ترقی ہے۔

أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ
وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ۝ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ
شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ
اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝
أَلَّا يَسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۷۸) کیونکہ سوای موت کے ہر چیز سہل ہے کُلُّ شَیْءٍ دُوْنَ الْمَنِیَّۃِ سَہْلٌ ۔ اور اس رسم خط
مین درمیان لام الف اور ذال کے ایک الف زاید ہے ۔ لیاتینی ۔ اصل مین اس کے تین نون ہین وہ نون جو قبل
یای متکلم تھی حذف کی گئی ۔ بسلطان ۔ بحجۃ ۔ ایکے بسلطان کہنے مین ایک باریک اشارہ ہے کہ جب ہدہد نے عذر پیش
کیا تو وہی عذر بلقیس کے لانے کا باعث ہوا اور وہ سلطان تھی ۔ بعید ۔ صفت زمان مقدر کی ہے یعنی
غیر زمان بعید ۔ احطت اللہ تعالےٰ نے ہدہد کی زبان سے ایسے کلمات جاری کروائے تا حضرت سلیمان علیہ السلام
اپنی نفس کو حقیر و صغیر سمجھین ۔ من سبأ بنبأ ۔ چنانچہ ان دونون مین تجنیس تحریف ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک دو
کلمون مین سے ساتھ ایک حرف کے منفرد ہوے جیسے قول اللہ تعالیٰ کا ذٰلِکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ
بِمَا کُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۔ اور علاوہ اس کے نبا کے معنے ایسی خبر کے ہین جو باوقعت اور شان دار ہو ۔ یہ حسن ہے ۔ راغب نے
کہا النباء خبر ذو فائدۃ یحصل بہ علم او غلبۃ ظن فلا یقال للخبر نبأ حتی یتضمن ہذا ۔ ترجمہ مین یہ باتین
فوت ہو گئین ۔ اس کے علاوہ فواصل کا لطف جو کلمہ یقین سے ہے وہ بھی جاتا رہا ۔ سبا کو بعض قراء نے بتاویل قبیلہ یا بلدہ
غیر منصرف پڑھا ۔ اور بعض نے تاویل حی یا قوم یا مکان منصرف پڑھا ۔ اور جس نے ہمزہ سبا ساکن پڑھا اس نے وقف کی
نیت کی ۔ الّا ۔ یہان لام جر قبل ان مصدریہ مقدر ہے ۔ اور وہ متعلق فصدہم کے ہے یعنے فصدہم لئلا یسجدوا ۔
الخبء ۔ خبأہ من باب قطعہ وخبء السماء القطر وخبء الارض النبات (مختار) ۱۲

لیاتینی | کی ساتھ سعری دونون کے
فمکث | سوا حفص کے سب قراء نے کاف مضموم
سبا
بنکلہ و بصری ساتھ ہمزہ مفتوح کے بغیر تنوین اور قنبل ساتھ ہمزہ ساکن کے ۔

الّا | کسائی ساتھ تخفیف لام کے واسطے تنبیہ کے اور یا واسطے ندا کے ۔ اور منادی محذوف ہے یعنے الا یا قوم اسجدوا یا یہ کہ لفظ یا بھی تاکید کا ہے اور یہ دو نون حرف بھی تاکید کے لئے ہین ساتھ تقدیم کلام مستانف ہو کر جانب حق سے
ما تخفون وما تعلنون | نافع و مکی و بصری و شامی و شعبہ و حمزہ دونون فعل میں ساتھ یا غیب کے

اور سلیمان عم نے پرندون کی خبر لی تو کہا مجھے کیا ہوا ہے کہ مین ہدہد کو نہین دیکھتا بلکہ
وہ غائب ہونے والون مین سے ہے۔ البتہ مین اُسے سخت سزا دونگا یا اُسے ذبح کر ڈالونگا
یا وہ میرے پاس (اپنی عدمِ حاضری کی) کوئی ظاہر دلیل لائے پھر ہدہد بہت دیر
ٹھیرا (یعنے زیادہ دیر نگذری تھی کہ حاضر ہوا) پس کہا کہ مین نے ایسی شے معلوم کی
جو آپ کو معلوم نہین اور مین آپکے پاس سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہون۔ بیشک مین نے
ایک عورت کو پایا کہ جو اُنپر بادشاہت کرتی ہے اور اُسے ہر ایک[۱] چیز دیگئی ہے اور اُسکا
ایک بڑا تخت ہے۔ مین نے اُس (ملکہ) کو اور اُسکی قوم کو پایا کہ اللہ کے سوا آفتاب کو
سجدہ کرتے ہین۔ اور شیطان نے اُن کے لیئے اعمال عمدہ کر دکھائے ہین پس انھین
راہ سے روکدیا ہے تو وہ راہ نہین پاتے (وہ اسی لیئے روکا ہے تا) یہ کہ اللہ کو سجدہ
نہ کرین جو پوشیدہ چیزین آسمانون اور زمین مین سے نکالتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے
ہو اور جو ظاہر کرتے ہو جانتا ہے۔ اس آیت مین اشارہ ہے کہ بادشاہون کو چاہیے
کہ اپنی رعایا کی خبر گیری کرین اگرچہ وہ صغیر وحقیر ہی ہون جس طرح حضرت سلیمان
علیہ السلام نے چھوٹے پرندہ (ہدہد) کا خیال رکھا۔ اور اس طرف بھی اشارہ ہے
کہ جانورون کی تقصیر پر انھین تادیب[۲] دیجائے۔ بعد بیان آسمان و زمین جو سب سے

[۱] اس سے مراد کثرت ہے جسطرح کہتے ہین کہ فلان شخص کے پاس ایک ایک چیز موجود ہے۔ [۲] جسطرح ذبح بہائم وطیور غذا وغیرہ منافع کیلئے مباح ہے۔

اعظم اجسام ہے اور وہ بھی مخلوق و مربوب ہے یعنے عرش اُسکا ذکر فرمایا۔ اور اُسکا
بھی جواب ہے کہ جو ہدہد نے بلقیس کے عرش کو عظیم کہا۔ پس اِن دونون عظمتوں مین
فرق عظیم ہے اس لئے فرمایا۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ قَالَ
سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ
اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ
اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا
تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ اللہ (وہ ہے) کہ اُس کے سوا کوئی معبود
نہین عرش عظیم کا رب ہے۔ (سلیمان نے) کہا کہ ہم دیکھین گے کیا تو نے سچ کہا یا
جھوٹ بولنے والون مین سے ہے میرا یہ خط لیجا پس اُسے اُنکی طرف ڈالدے پھر

فَاَلْقِهْ درش و مکی و شامی وکسائی سانۃ صدکے اور قالون و ہشام بھی وجہ ثانی مین

سنںظر۔ سنعرف من النظر بمعنی التامل والتفکر۔ یقال نظر فیه اذا تامل۔ والیه اذا رأه
وله اذا اعاه۔ ومن کلام المأمون ما احوجنی الی ثلاث۔ صدیق انظر الیه۔ وفقیر
انظرله وکتاب انظر فیه۔ یعنے نظر کے معنی فکر کرنے اور دیکھنے اور خیال کرنے کے ہوتے ہین لیکن ہر
ایک کا صلہ مختلف ہے۔ تول۔ استتر۔ یعنے ایسے مقام پر کنارہ ہو جا کہ اُسکا کلام سنے اور تجھ کو
نہ دیکھ سکین۔ کریم۔ یعنے مکرم و معظم کہ اس کے لفظ و معنی دونون ہی پسندیدہ ہین اور
اس لئے بزرگ ہے کہ بسم اللہ سے شروع کیا گیا ہے۔ انه من سلیمن۔ گویا کہ اس سے کہا گیا تھا کہ وہ خط
کس کے جانب سے ہے اور کیا مضمون ہے۔ الا تعلوا۔ اسمین ان مفسرہ ہے ان لا تتکبروا۔ فهو من الاستسلام
او مؤمنین فهو من الاسلام مسلمین منقادین خاضعین لله ای معروفا بالانخراط فی کذبهم فهو
ابلغ من ام کنت (سراج) ۱۲

اُن کے پاس سے ہٹ جا پس دیکھ کہ وہ (آپس مین) کیا باتین کرتے ہین۔ (چنانچہ
ہُدہُد وہ خط ڈالدیا۔ بلقیس) بولی کہ اے سردارو بے شک ایک نامۂ گرامی ڈالا گیا ہے
بے شک یہ (خط) سلیمان علیہ السلام کی جانب سے ہے۔ اور بے شک یہ (اُسکی عبارت) ہے
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے کہ تم میرے مقابلہ مین سرکشی
نہ کرو اور میرے پاس فرمان بردار ہوکر چلے آؤ۔ یہ کلام باوجودیکہ تھوڑے الفاظ
ہونے کے کس قدر معانی کو شامل ہے جس مین ذاتِ الٰہی اور اُسکی صفات صریح
طور سے موجود ہین۔ تکبر سے (جوام الرذائل ہے) ممانعت ہے۔ اور اسلام (ام
الفضائل) کا امر ہے۔ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ 2
قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُونِ ○ قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ 2
وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ○ (بلقیس) بولی کہ اے سردارو مجھے
میرے کام مین مشورہ دو۔ مین کوئی کام فیصلہ نہین کرتی یہانتک کہ تم میرے
سامنے حاضر ہو جاؤ۔ بولے کہ ہم زور آور اور سخت لڑائی والے ہین (یعنے فنونِ جنگ
سے خوب واقف ہین) اور کام آپ کے اختیار مین ہے پس دیکھئے جو کچھ آپ

لہ اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ثم تول عنہم یقول کن قریبا منہم فانظر ماذا یرجعون
فانطلق بالکتب حتی اذا توسط عرشہا القی الکتاب الیہا فقرا علیہا فاذا فیہ انہ من سلیمان
وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تشہدون۔ ای تحضرونی ۱۲

حکم دین - یعنی صلح کا اگر حکم دین تو وہ بھی ماننا پڑیگا ورنہ ہم لڑنے کے لئے تو مستعد ہی ہین - بلقیس نے جب لوگون کو لڑائی پر آمادہ دیکھا تو یہ بات پسند نہ کی اس لیے کہا - قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ بولی کہ بیشک بادشاہ جب کسی شہر مین (فتح کرکے) داخل ہوا کرتے ہین تو اُسے خراب کر ڈالتے ہین اور وہان کے عزت دار لوگون کو ذلیل کر دیتے ہین - اور ایسا ہی (یہ بھی) کرین گے - پھر بلقیس سلیمان علیہ السلام کا حال دریافت کرنے کے لئے ہدیہ بھجوانے پر آمادہ ہوی تا ظاہر ہو جاے کہ آپ پیغمبر ہین یا دنیوی دولت کے خواہشمند ہین کیونکہ اگر دنیا دار بادشاہ ہین تو مال کو دیکھکر نیت ڈانوا ڈول ہو جائیگی - اور اگر واقعی نبی ہین اور خط سے مقصود تبلیغ رسالت ہی تو ہرگز تحفہ تحائف نہ قبول کرین گے - اسی لئے کہا - وَاِنِّیْ

وکذلک یفعلون - یعنے بادشاہ کرتے ہین یا سلیمان اور اُن کے ساتھ والے کرین گے - اور یہی بہتر ہے اس لئے کرتیا سیس ہے نہ تاکید - (خفاجی) لہ اسمین اشارہ ہے کہ عقلمند کو چاہئے کہ جہان تک ہوسکے لڑائی سے بچے اور اپنی جان کو ہلاک نہ کرے اور صلح کرلے مگر بضرورت اور ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ جب ملوک صفاتِ ربانیہ قریۂ شخصِ انسانی مین تجلی فرما ہوتے ہین تو اسکو یعنے طبیعتِ حیوانیہ کو بگاڑ دیتے ہین - اور وہان کے عزت دار (یعنے نفس امارہ اور اُس کے صفات کو) ذلیل کر دیتے ہین یہ ذلت بسبب سطوات تجلی کے ہوتی ہے اور اسیطرح اولیا کے ساتھ کرتے ہین - ۱۲

مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ○ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَٰنَ 27-
قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ 27-
تَفْرَحُونَ ○ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا
أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ○ ۱۵

اور بیشک مین اُنکی طرف تحفہ بھیجتی ہون پھر دیکھتی ہون کہ بھیجے ہوے (ایلچی) کیا جواب لیکر آتے ہین۔ پس جب (ایلچی) سلیمان کے پاس آیا آپ نے کہا کیا تم مجھے مال سے مدد دیتی ہو۔ سو جو کچھ اللہ تعالے نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ اُس سے بہتر ہے جو تمھین دیا ہے۔ بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو۔ (اے ایلچی) تو انکی طرف لوٹ جا اب ہم بیشک اُن کے پاس ایسے لشکر لیکر آئین گے کہ جن کا اُن سے مقابلہ نہو سکے گا۔ اور ہم ضرور اُنھین وہان سے ذلیل کر کے نکال دینگے اور وہ خوار ہون گے۔ مفسرین اس ہدیہ کی عظمت بیان کرتے ہین کہ جو سونے اور جواہر اور موتی وغیرہ سے تھا۔ لیکن اسکی کیفیت مین اختلاف ہے اور اکثر اسکا

بھدیتکم ـ ہدیہ کبھی مہدی الیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ تو اول کے اعتبار سے یہ معنی ہونگے کہ جو کچھ ہدیہ تمھارے طرف بھیجا جاتا ہے تم اس کے سبب با دنی مال کے خوش ہوتے ہو اسلئے کہ تم ظاہری حیات دنیوی ہی کو جانتے ہو۔ اور دوسرے اعتبار سے یہ معنے ہون گے کہ تم جو ہدیہ بھجواتے ہو اسپر خوش ہوتے ہو تاکہ اپنے جیسے لوگون پر فخر کرو۔ لاقبل۔ طاقت طاقت بہ قبل ای طاقۃ (مختار)

لہ کیونکہ تمھاری نظر حیات دنیوی پر ہے تو ہدیہ سے مال کی زیادتی ہوتی ہے اس لئے خوش ہوتے ہو لیکن ہم اللہ والے اس سے خوش نہین ہوتے

آنکہ پرواز کند جانب علوی چو ہماے		دنیا اندر نظر ہمت او مردار است

یا یہ کہ ہدیہ بھجوا کر اپنے برابر والون پر فخر کرتے ہو اور اس سے خوش ہوتے ہو ۔ ۱۲

بنی اسرائیل سے ماخوذ ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے جو کچھہ وہان سے آیا تھا
اسکو دیکھا تک نہین اور نہ اسکا خیال کیا۔ اس لئے بطور انکار کے فرمایا کیا تمھارا مال
لیکر تمھین تمھاری ملک و شرک پر چھوڑ دون۔ مجھے جو اللہ نے ملک و مال و لشکر دیئے
ہین اس چیز سے بہتر ہے جو تمھارے پاس ہے۔ تم البتہ ہدیہ و تحفہ کے مطیع ہوتے ہو
اور یہ البتہ تمھارے لئے خوشی کے لایق ہے مین تم سے سوائے اسلام کے کچھہ نہین
قبول کرونگا یا تلوار سے فیصلہ کرونگا۔ ابن عباس نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام
نے شیاطین کو حکم کیا جنھون نے سونے اور چاندی کے ہزار مکانات مزین کر دیئے
جب بلقیس کے ایلچیون نے اسے مشاہدہ کیا تو کہنے لگے کہ یہ سلطان ہمارے اس ہدیہ
کو کیا کریگا۔ غرض ایلچی ہدیہ واپس لیکر ملک سبا مین پہونچا۔ اور جو کچھہ حضرت
سلیمان نے حکم فرمایا تھا کہہ سنایا۔ ملکہ اور اسکی قوم ہراسان ہوی۔ اور یہہ بھی سمجھ لیا
کہ یہ دنیوی بادشاہ نہین بلکہ وہ نبی ہین اس لئے وہ اطاعت و فرمان برداری
کے خیال سے حضرت سلیمان کے حضوری مین حاضر ہونیکے لئے روانہ ہوی حضرت
یہ خبر سنکر خوش ہوے اور ان کے آنے سے پہلے اپنی علامت نبوت تبلانے پر آمادہ ہوے

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ 38 39

لہ ابن ابی حاتم (در) عفریت - قال ابن عباس ھو صخر الجنی - بقیہ برصفحہ آئندہ ۱۲

مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

اَمِيْنٌ ۝ (سلیمان نے) کہا کہ اے سردارو کون تم میں سے میرے پاس اس کا تخت

لا سکتا ہے قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں۔ ایک دیو بول اٹھا کہ

میں وہ (تخت) آپ کے پاس لاتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنے (اس) مقام سے

اٹھیں۔ اور البتہ میں اس (کام) پر قوی (اور) امانت دار ہوں سلیمان علیہ السلام

نے کہا کہ میں اس سے بھی جلد چاہتا ہوں۔ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ 40

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ

من مقامك - قال ابن عباس رضی اللہ عنہما من مجلسك اخرجه ابن ابی شیبه وابن المنذر وابن ابی حاتم (در) وانی علیه لقوی - قال علی حمله - امین - قال علی ما استودع فيه اخرجه ابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم (در) لما اخرج ابن ابی شیبه وابن المنذر عن مجاهد قال انی اريد اعجل من هذا (در) قال الذی عنده - قال ابن عباس رضی اللہ عنہما اصف كاتب سليمان اخرجه ابن ابی حاتم (در) واخرج ابن ابی حاتم عن يزيد بن رومان قال هو اصف بن برخيا وكان صديقا يعلم الاسم الاعظم (در) قبل ان يرتد - قال مجاهد دامة النظر حتى يرتد اليك الطرف خاسئا اخرجه ابن ابی شیبه وابن جرير وغيرهما (در) واخرج ابن ابی شیبه وابن المنذر عن سعيد بن جبير ان يرتد اليك طرفك قال قال لسليمان انظر الى السماء قال فما اطرف حتى جاءه به فوضعه بين يديه (در) ۱۲

لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ كَرِيْمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِىْۤ
اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ
قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ جس شخص
کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بولا کہ مین آپ کی پاس اُسی لاتا ہون قبل اس کے کہ آپکی
نظر آپ تک پھر آئے۔ (چنانچہ آصف[1] بن برخیا نی آنکھ جھپکنے سے پہلے وہ تخت لاحاضر
کیا) توجب سلیمان[2] نے اس (تخت) کو اپنے پاس دھرا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہہ میری پروردگار
کے فضل سے ہی۔ تاکہ مجھے آزمائے کہ مین شکر کرتا ہون یا ناشکری۔ اور جو شکر کرے تو
اپنی ذات کے لئی شکر کریگا۔ اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز کریم ہے (سلیمان
نے) کہا کہ اُس کے امتحان کے لئے اس کے تخت کی شکل بدل[3] ڈالو۔ ہم دیکھین کیا راہ پاتی ہے

حاشیہ: اُنکی پلک جھپکے

[1] اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بزرگی ظاہر ہی کہ آپ کی امت مین ایسے لوگ تھے کہ جن سے یہ کرامت ظاہر ہوی۔ اور ولی کی کرامت اُس کے پیغمبر کا معجزہ ہی۔ کیونکہ ولی کو یہ مرتبہ اپنے پیغمبر کی متابعت سے ملتا ہے
[2] یعنے اسباب ووسایط سے نظر اٹھائی۔ اور آصف کا خیال درمیان سے دور کرکے حضرت فعل حق عزوجل اور اُس کے فضل واحسان کو بلا واسطہ مشاہدہ کیا۔ [3] ابن جریر وابن ابی حاتم ابن عباس سے کہ انہنے فرمایا کہ اُس تخت مین کم وبیشی کردیگئی تاکہ اس کے عقل کی آزمایش ہو پھر اسے عقل مین کامل پایا (در) ابن ابی حاتم نے سدی سے کہ اُسکا تخت متغیر کردیا گیا تھا اسطرح پر کہ اسکی آرایش اور فرش دوسری جگہ بدل دیا تھا تاکہ اسکو اشتباہ مین ڈالین اور کہا گیا کہ کیا تیرا اسی طرح تخت ہی پس بلقیس وہی ہے کہنے کو ڈری۔ کیونکہ وہ لوگ کہین گے کہ تیری تخت کی اسطرح آرائشگی اور اسطرح اسکا فرش تھا اور وہ نہین ہے کہنے سے بھی خوف کیا کیونکہ کہا جائیگا بلکہ یہ وہی ہے ہم نے اسی متغیر کردیا ہی۔ لہذا دونو پہلو سنبھال کر جواب دیا گویا یہ وہی تخت ہی۔ (در) ۱۲

(اور اپنا تخت پہچان لیتی ہے) یا اُن میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے۔ پس جب
(بلقیس) آئی تو کہا گیا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے بولی کہ گویا وہی ہے[1] (سلیمان علیہ السلام نے
کہا) اور ہمیں بلقیس سے پہلے علم دیا گیا اور ہم (پہلے سے) مسلمان ہو چکے تھے۔ یعنے
قدرتِ الٰہی سے معجزات وکرامات کا ہونا جس کے باعث سے تخت کا منتقل ہوجانا
بھی ہے۔ اس کا علم ہمیں سابق سے ہی ہے۔ بخلاف بلقیس کے کہ اُسے تردد ہوا
اور جو مسلمان ہوتا وہ صاف کہدیتا کہ یہہ آپکا معجزہ ہے اس لئے فرمایا۔ وَصَدَّهَا
مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا
ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ

سَاقَيْهَا قنبل موضع الف میں ساتھ ہمزۂ ساکن کے۔

[1] پہلے تو تخت میں تغیر کیا گیا تھا اس کے علاوہ کسبا سی اسقدر جلدی تخت کا آجانا مستبعد تھا۔ لیکن باوجود تغیر کے آثار وصفات وہی اپنے تخت کے موجود تھے تو اب اقرار وانکار دونوں میں جھوٹ کا احتمال تھا۔ اسلئے دونوں پہلو سنبھال کر جواب دیا کہ گویا یہ وہی تخت ہے۔ [2] مجاہد وسعید بن جبیر نے کہا کہ واوتینا العلم سے کافرین تک سلیمان علیہ السلام کا قول ہے۔ اور یہی قول حسن ہے اور ابن جریر نے بھی اسی طرح کہا۔ اور اس قول مجاہد کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ وہ بعد داخل ہونے صرح ومحل کے ایمان لائی جسطرح کہ آتا ہے (ابن کثیر) اور اسکی تخریج ابن ابی شیبہ وابن ابی حاتم وغیرہ نے بھی کی ہے (در) لیکن ابن جریر نے یہ بھی احتمال لکھا ہے کہ صدّھا میں ضمیر طرف سلیمان کے یا طرف اللہ تعالےٰ کے عود کرتی ہے " ای صدّھا عن عبادة غیر اللہ الخ . بعض مفسرین نے کہا کہ واوتینا العلم بلقیس کا قول ہے غرض ان جملوں کے ربط میں بہت قیل وقال ہیں دقیق نظروں سے تامل کرنا چاہئے۔ ۱۲

مُمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ع اور بلقیس کو اس چیز نے روک رکھا تھا جو وہ اللہ کے سوا پوجتی ع ۱۳ ۱۸
تھی اس لئے کہ وہ کافر لوگون مین سے تھی۔ بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل مین داخل ہو
تو جب اُس نے اُس (مکان کی زمین) کو دیکھا اسے گہرا پانی خیال کیا اور اپنی دونو
پنڈلیان کھولدین۔ سلیمان نے کہا کہ بے شک یہ تو ایک محل ہے شیشون سے جڑا ہوا
(جس کے نیچے پانی ہے) بولی اے میرے پروردگار مین نے اپنی ذات پر ظلم کیا اور
مین سلیمان کے ہمراہ اللہ رب العالمین پر ایمان لائی۔ اس طرح ممرد بنانے مین مختلف

لہ اس وقت مین ما مصدریہ ہوگا اور مصدر صدّ کا فاعل ہوگا۔ ٢ہ بعض نے کہا کہ جب سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ ملکہ بلقیس سے خود نکاح کرین تو اُسکا حسن و جمال بیان کرنے کے ساتھ کہا گیا کہ اُسکی پنڈلیون اور بدن مین بڑی بڑی بال ہین اور پچھلے پاون مین مانند چارپاؤن کے کھر ہین تو آپ کو بُرا معلوم ہوا۔ پس آپ نے یہ قصر اس ترکیب سے بنوایا تاکہ اس بات کو تحقیق کرین کہ صحیح ہے یا جنات کا جھوٹ ہے۔ پس جب بلقیس نے طرح مذکور مین داخل ہونیکے واسطے پنڈلیان کھولین تو آپ نے دیکھا کہ وہ بالکل بے عیب و خوبصورت ہے لیکن اُس کی پنڈلیون پر بال ہین پس چاہا کہ یہ بال دور ہون تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اُسترہ سے مونڈے جا لین مگر ملکہ نے کہا کہ مجھی اُسکی برداشت نہین ہے پس آپ نے جنون سے فرمایا کہ اس کے سوائے کوئی اور دوسری چیز بناؤ تو انہون نے نورہ بنایا۔ اور یہی اول ایجاد نورہ ہے (ابن کثیر) اور اس قصہ مین ایک طویل حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے لکھی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث کیا ہی اچھی ہے (جسکو درمنثور مین بھی نقل کیا ہے) ابن کثیر لکھتے ہین کہ یہ حدیث بہت ہی غریب منکر ہے۔ اور غالبًا یہ اہل کتاب کی روایات ہین۔ یہ روایات کعب اور وہب نے نقل کئے ہین اللہ ان دونون کو معاف کرے۔ اس امت مین یہ قصص مشتہر ہو گئے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمکو ایسے افسانۂ عجیبہ سے مستغنی کردیا۔ ۱۲

اقوال ہین غرض سلیمان علیہ السلام نے ایک بڑا محل شیشون سے تیار کردیا تھا تاکہ
اس ملکہ کو اپنی سلطنت کی عظمت دکھلائین۔ جب اس نے آپکی جلالت وعظمت کو
دیکھا تو اللہ کی حکم کی مطیع ہوگئی اور سمجھ گئی کہ یہ نبی کریم اور بادشاہِ عظیم ہین۔ اور اسلام
لائی اور دین سلیمان کی متابعت کی قصہ ثمود کا۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى
ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ قَالَ
يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ
اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ
فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ
لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ وَمَكَرُوْا
مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ

اطَّيَّرْنَا - اصلہ تطیرنا فادخم - واستطیر الشیٔ - طیرو تطیر من الشیٔ و بالشیٔ - والاسم الطیرۃ
بوزن العنبۃ وھو ما یتشاءم بہ من الفال الردیٔ (مختار) معناء تشاءمنا۔ رھط - ای اشخاص
تقاسموا - ای تحالفوا یقال قسم ای حلف - یہ صیغہ امر ہی مقول قالوا ہی - یا ماضی ہی باضمار قد واو سی حال ہی
(روح) لنبیتنّہ - بیّت العدوّ - وقع بھم لیلا - والاسم البیات (مختار) التبییت شبخون کردن
(تاج) مھلک - جای ہلاک یا وقت ہلاک - یا ہلاکت - اسم مکان یا زمان یا مصدر ہی - ومکرنا مکرا
علمانے لکھا کہ مکر یہ ہی کہ کسی کے ساتھ چھپے طور پر ایسا فعل کیا جای کہ جسکا نتیجہ ضرر آخر کو ظاہر ہووے - ۱۲

ع ۵ / ۶

اَنْ
نافع ومکی وشامی و کسائی ساتھ ضم نون کے - یہ کلیہ ہی دیکھو تفسیر مطبوعہ حیدرآباد دسفحہ ۹۱ -

لَتُبَیِّتُنَّہٗ
حمزہ وکسائی کے ساتھ تا اور ضم تا ثانیہ کے -

لَتَقُوْلُنَّ
حمزہ وکسائی کے ساتھ تا کے

مُھْلَکَ
نافع ومکی وبصری و شامی وحمزہ وکسائی ساتھ ضم میم اور فتح لام کے۔
مَھْلَکَ
شعبہ کے ساتھ فتح میم ولام کے۔

اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ فَتِلْكَ بُیُوْتُهُمْ خَاوِیَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا
یَتَّقُوْنَ ۝ اور البتہ ہم نے (قوم) ثمود کیجانب اس کے بھائی صالح کو بھیجا (یہ پیغام دیکر)
کہ اللہ کی عبادت کرو پس ناگہان وہ دو فریق (مؤمن وکافر) ہوکر باہم جھگڑنے
لگے۔ (آخر مین کہا کہ تم جس عذاب سے ہمین ڈراتے ہو لاؤ وہ کہان ہے) صالح
کہا کہ اے میری قوم تم بھلائی سے پہلے برائی کی کیون جلدی خواہش کرتے ہو (یعنے
بجاے رحمت کے عذاب مانگتے ہو)۔ تم کیون نہین اللہ سے بخشش چاہتے۔ تاکہ تم پر
رحم کیا جاے۔ بولے کہ ہم نے تم سے اور تمھارے ساتھ والون سے بری فال لی ہے۔
(یعنے تمھین منحوس پایا ہی)۔ صالح نے کہا کہ تمھاری بری فال اللہ کے پاس ہے۔
(یعنے خیر و شر سب اسی کیطرف سے ہی) بلکہ تم ایک گروہ ہو کہ آزمائے جاتے ہو۔ اور

خاویۃ۔ خوت الدار تخوی خواء۔ اقوت۔ وکذا اذا سقطت (مختار) لہ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر تبوک کو جاتے ہوے اس قوم کے کھنڈرون پر ہوا تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام اسی مقام مین رہا کرتے تھے۔ لیکن آخر مین حضرموت کو گئے۔ اور وہین آپکی موت حاضر ہوی۔ اسی لیے حضرموت نام ہوا۔ ۵ مسلمان لوگ غریب تھے اور کافر مالدار تھے اور ہر ایک کہتا تھا کہ حق میری جانب ہی چنانچہ اس جھگڑے کو ایک جاے اسطرح ارشاد فرمایا۔ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ الایہ۔ ۳ کہتے ہین کہ اس زمانہ مین ان پر قحط ہوا تھا۔ ۴ یعنی فال کیا ہی تو ہی لیکن جو اسکو سبب حقیقی سمجھے وہ شرک مین پھنستا ہوا۔ اور جو ہر حال مین اللہ پر بھروسہ کرتا ہی۔

اَنَّا نافع و مکی و بصری و شامی ساتھ کسر ہمزہ کے صفحہ ۱۱۰۲
بُیُوْتُهُمْ سورہ کہف دیکھو کلیہ ہے تفسیر

اس شہر میں نو شخص تھے جو زمین میں فساد کرتے اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ باہم اللہ کی قسم کھا کر
بولے کہ ہم ضرور صالح اور اُس کے گھر والوں پر شبخون کرینگے۔ پھر بیشک ہم اُن کے وارث سے کہدینگے
کہ ہم تو صالح کے گھر والوں کے ہلاک ہوتے وقت موجود ہی نہ تھے۔ اور ہم بیشک سچے ہیں۔ اور وہ لوگ
ایک بڑا مکر کیے اور ہم نے اُنکے مکر کا عوض اُنھیں دیا اور وہ آگاہ نہ تھے۔ پس دیکھ کہ اُن کے داؤ کا انجام
کیا ہوا بیشک ہم نے اُنھیں اور اُنکی ساری قوم کو ہلاک کر ڈالا۔ پس یہ اُنکے گھر اُنکے ظلم کے سبب سے گرے ہو
پڑے ہیں۔ بیشک اس (قصہ) میں نشانی ہے اُن لوگوں کیلئے جو جانتے ہیں۔ اور ہم نے اُن لوگوں کو
بچا لیا جو ایمان لائے اور تقویٰ رکھتے تھے۔ علما نے کہا کہ مکر یہ ہے کہ کسیکے ساتھ پوشیدہ طور پر کوئی ایسا فعل کیا جاوے کہ
ابتدا اسکی مخفی رہے نتیجہ صرف آخر کو ظاہر ہو۔ پس فعلِ خدا میں مکر کے یہ معنی ہیں کہ آدمی ابتدا سے سمجھ کر آگاہ نہیں ہوتا
اس فعل کا کیا انجام ہوگا نتیجہ ایسا نکلتا ہے جو اُسے مضر ہے چنانچہ ان کافروں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا اور نتیجہ
اُنھیں کے افعال سے پیدا ہوا اسی لئے فرمایا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ **نصیحت** آدمی کو مخالفتِ الٰہی میں اگر
دنیوی آرایش حاصل ہو تو اُس سے خوف کرنا چاہیے کیونکہ اُسکا نتیجہ بھی خراب نکلیگا۔ چوتھا قصہ لوط علیہ السلام
وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ
شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا

ؔلہ یہ نو کا سردار تھے ان سب میں بڑا قدار بن سالف تھا جسنے ناقۂ صالح علیہ السلام کو ہلاک کیا۔ ؔلہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ
ان مفسدوں نے صالح علیہ السلام کے ہلاک کرنیکے لئے باہم قسم کھائی۔ مگر وہ اپنی مراد کو نہ پہنچے بلکہ وہ سب ہلاک ہو گئے (در)
ؔسہ جسطرح ان لوگوں نے اپنے نفس و شہوات میں مبتلا ہو کر خود کو اور ظاہری گھروں کو برباد کیا۔ اسی طرح باطنی قلوب بھی غفلت اور
خواہشات معصیات وغیرہ سے خالی اور برباد ہو گئے ہیں۔ ۱۲ **ولوطا**۔ ای وارسلنا۔ **جواب** خبرِ کان اور اسکا اسم ان قالو۔ ۱۲

آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۝ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ

الْغَابِرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ۝ اور لوط کو (بھیجا) جب انھون نے اپنی

قوم سے کہا کہ کیا تم بے حیائی کرنے مین لگے ہو اور تم دیکھتے ہو۔ کیا تم عورتون کے سوا مردون کے پاس شہوت سے آتے ہو۔ بلکہ تم لوگ جہالت کرتے ہو۔ تو لوط کی قوم کا جواب اسکے سوا کچھہ نہ تھا کہ کہنے لگے لوط کے گھر والون کو اپنی بستی سے نکالدو۔ بیشک لوگ ہین پاکی کے ارادہ مین پس ہم نے لوط کو اور انکے گھر والونکو بچا لیا سوا انکی عورت کے کہ ہم نے اسے رہجانے والونمین مقرر کیا تھا۔ اور ہم نے انپر بارش (پتھر کی) برسائی پس بری بارش انکی تھی کہ جنھین ڈرایا گیا تھا۔ بعض فقہا نے اسی آیت کو سنگسار کرنا فاعل مفعول مین اصل ٹھیرایا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اسی عذاب سے انھین ہلاک کیا۔ جب یہ قصے بیان ہو چکے کہ جسمین انبیا کے دشمن ہلاک ہو گئے۔ اور چونکہ انبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے گویا انپر احسان کرنا آپ پر احسان ہے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی حمد و شکر اور انبیا پر سلام بھیجنے کا حکم فرماتا ہے

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ ہر طرح کی تعریف

اللہ کیلئے ہے اور سلام اسکے ان بندون پر ہے جنھین اسنے برگزیدہ کیا۔ کیا اللہ بہتر یا وہ جسے یہ (مشرک) شریک ٹھیراتے ہین۔ اللہ تعالی نے اس آیت مین اپنے برگزیدہ بندونکا ذکر فرمایا۔ برگزیدگی کی بہت صفتین ہین منجملہ اسکے صدق ہے اور اسکے بہت درجے ہین (کلمہ) صدق توجہ کامل طالب حق کیلئے قول و فعل و حال و ارادہ و عزیمت مین جیسا کہ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم ہے صادق کی شان ہوتی ہے پس بعض کو صدق اقوال مین ہوتا ہے تو وہ نہ جھوٹ کہتا اور نہ کسی کی بات کو جھوٹ جانتا ہے اور بعض کو صدق افعال مین ہوتا ہے تو واسطے صحت تجرید و ترک ریاست کے طلب حق مین کوشش کرتا ہے اور احکام ظاہری کو موافق قانون شرع کے استعمال کرتا ہے اور بعض کو صدق احوال مین ہوتا ہے تو اسکے تمام احوال آئینہ حق مین ہین مرشیون ذاتیہ کی تماشا واقف ہوتا ہے اور بعض کو صدق ہمت مین ہوتا ہے تو دم حق تعالی سے غافل نہین ہوتا ہے اور ہمیشہ حضور مین رہتا ہے اور بعض کو صدق ارادہ و نیت مین ہوتا ہے تو طلب حق مین مصیبتون اور سختیونکو جھیلتا ہے اور جہانتک ممکن ہو سکے طلب و سعی مین مبالغہ کرتا ہے اور یہ مرد قول و فعل و حال مین سچا ہوتا ہے اور تمام قسم کی سچائیونکا جامع ہوتا ہے

اناس ۔ جمع انس اور ناس اسکا مخفف ہے۔ سلہ یعنے ایسے جاہل ہو کہ جو کام بے عقل جانور بھی نہ کرتے۔ کیونکہ جانور بھی اپنی شہوت کو مادہ سے پوری کرتا ہے

قدرنٰها
شعبہ ساتھ تخفیف کے

(الحمد للہ کہ انیسوان پارہ ختم ہوا)



پہر اللہ تعالے چند اقسام سے کلام کو بیان فرمایا۔ پہلی قسم بت پرستون کے رد مین۔ اور اس قسم کا مدار اس بات پر ہی کہ جتنی نعمتین اصول و فروع ہین اللہ تعالی اُن سب کا خالق ہی۔ اور جسکی عبادت مین کچہہ بھی نفع نہین اُسکی پرستش سے کیا حاصل۔ پہر اسمین بھی چند نوع بیان فرماے پہلی نوع جو آسمانون کی متعلق ہی۔ اَمَّنْ خَلَقَ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ بلکہ (وہ بہتر ہی) جس نے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے لئے پانی اُتارا۔ پہر ہم نے اُس (پانی) سے رونق والے باغ اُگائے۔ تم سے ممکن نہ تہا کہ تم اُن (باغون کے) درختون کو اُگا دیتے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے۔ (ہرگز نہین) بلکہ وہی لوگ کجروی کرتے ہین۔ یعنی توحید کی راہ سے مڑتے ہین۔ اور خدا کے ساتھ دوسرے کو شریک کرتے ہین۔ دوسری نوع زمین کے متعلق ہے۔

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ بلکہ اس نے

اَمَّنْ خَلَقَ - یہ ام منقطعہ ہے بل کے معنے مین (کبیر) بھجۃ - الحسن لان الناظر یبتہج بہ (کبیر)
اَمَّنْ جَعَلَ - یہ اور اسکے ما بعد امن خلق سے بدل ہی تو سب کا حکم ایک ہے ۱۲۰

پیدا کرنا

زمین کو ٹھیرنے کی جگہ بنایا اور اُس کے درمیان مین نہرین پیدا کردین اور اُسکے لئے پہاڑ بنادئے اور دو دریاؤن کے درمیان مین ایک حائل بنایا کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے (ہرگز نہین) بلکہ انہین کے اکثر لوگ نہین جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے منافعِ زمین کو چار طرح سے بیان فرمایا (۱) منفعت کہ وہ قرارگاہ ہے نہ بہت سخت نہ بہت نرم۔ زندے اور مردے سب کا اُسی مین مقام ہے۔ (۲) اسمین نہرین ہین (۳) اسمین پہاڑ ہین جو اکثر نہرین اور معدن اُسی سے نکلتے ہین (۴) دونون دریا یعنے شیرین و کھاری کے درمیان ایک حائل مقرر کرکے دونون کو نہ ملنے دینا یہ بھی اُسی کی قدرتِ کاملہ ہے تیسری نوع یہ کہ مخلوق کو اُسی کی طرف احتیاج ہے۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ بلکہ وہ بیقرار کی سنتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے اور سختی کو دور کردیتا ہے اور تمھین زمین مین نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے تم بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو حکایت شیخ داؤد یمانی بیمار کی عیادت کو

المضطر مضطر وہ شخص ہے کہ بسببِ بیماری یا فقیری کے یا کوئی اور بلا نازل ہونیسے اللہ کی طرف عاجزی سے رجوع کرے۔ یہ بابِ افتعال سے ہے مجرد اسکا ضرورت ہے یعنے ایسی حالت کہ جس مین آدمی کو التجا کی طرف حاجت ہو۔ ملہ حکایت۔ ایک بزرگ کے پاس ایک بڑھیا نے حاضر ہوکر کہا کہ میرا لڑکا گم ہوگیا اُس کے بلانے کے لئے دعا کیجے تو فرمایا قبورِ اولیا سے توسل کر۔ وہ اُسی طرح کرکے پھر واپس آئی اور پھر

گئے۔ بیمار نے کہا اے شیخ میرے لئے دعا کیجئے شیخ نے فرمایا تو مضطر ہو رہا ہے تو ہی میرے لئے
دعا کر کیونکہ دعاءِ مضطر مقبول ہے۔ چوتھی نوع یہ بھی احتیاج خلق کی ہے۔ لیکن حاجت
خاص اور وقتِ خاص میں۔ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ
يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ
بلکہ وہ تمہیں جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راہ دکھاتا ہے اور وہ اپنی (باران)
رحمت سے پہلے خوش خبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی
اور معبود ہے۔ اللہ اُس سے برتر ہے جسے یہ لوگ شریک کرتے ہیں۔ پانچویں نوع
جو حشر و نشر کے متعلق ہے۔ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
بلکہ وہ مخلوق کو ابتدا میں پیدا کرتا ہے پھر اُسے دوبارہ (بھی) پیدا کریگا اور وہ تمہیں
آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے۔ (اے
نبی) کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ جب دلیل نہ لائیں تو وہ جھوٹے ہیں
بعد دلائل قدرت کے علمِ غیب مطلق اپنے لئے ہی خاص فرماتا ہے۔ قُلْ لَّا يَعْلَمُ

الرِّيْح مکی وحمزہ وکسائی سات افراد کے۔

بُشْرًا اس تفسیر کا صفحہ ۱۱۰۳ سورۃ فرقان دیکھو۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) دعا کے لئے عرض کی۔ پھر آپ نے اپنے ہم عصر بزرگوں کے پاس روانہ کیا پھر بھی اُسکا کام
نہ نکلا آخر میں وہ چیخیں مارنے لگی اور بہت ہی گریہ وزاری کی آپ نے فرمایا اب تو حالتِ اضطرار میں ہے
اور تیری اضطراری باعثِ قبولیتِ دعا ہے پھر آپنے دعا کی اسے اُس کا لڑکا مل گیا۔

مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ

بَلِ ادّٰرَکَ عِلْمُھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ قف بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْھَا قف بَلْ ھُمْ مِّنْھَا

عَمُوْنَ ٥ ع کہدو کہ جو کوئی آسمانون مین ہے اور زمین مین ہی غیب کو نہین جانتا

لیکن اللہ (جانتا ہے) اور وہ نہین سمجھتے کہ کب (قبرون سے) اُٹھائے جائینگے

بلکہ اُن کا علم آخرت کے بارے مین ہونچ چکا۔ (ہرگز نہین) بلکہ وہ اُسکی طرف سے

شک مین ہین۔ بلکہ وہ اُس سے اندھے ہین۔ بعد بیان عمی بصیرت کفار ایک

اُن کا اور اعتراض جو اُن کے عدم بصیرت کا گواہ ہے ذکر کرکے پھر اُسکا جواب دیتا ہے

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا ءَاِذَا کُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ٥ لَقَدْ وُعِدْنَا

ھٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ٥ قُلْ سِیْرُوْا

فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُجْرِمِیْنَ ٥ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ وَ

ادّٰرَکَ مکی و بصری ساکن الف قطعی اور سکون دال اور بغیر الف کے۔ ع ٥ ٨ ١

اَئِنَّا شامی کسائی دونون کے۔

اِذَا نافع صرف ایک ہمزہ سے۔

اَیَّانَ۔ اَیْ اور آن سے مرکب ہے۔ اَے استفہام کے لئے ہے اور آن زمان کے معنے مین ہے۔ پھر دونون کے مرکب ہوکر ایک اسم بنگیا اور فتح پر مبنی ہوگیا۔ ادّٰرَکَ۔ اصل مین تدارک ہے۔ تا دال مین ادغام کی گئی۔ اور ہمزہ وصل ابتدا کے لئے لایا گیا۔ ای انتھے علمھم فی لحوق الاخرۃ فجھلوھا (مفردات)

لہ حکایت۔ نجومی اپنے مکان مین آیا دیکھا کہ اپنی بی بی کے ہمراہ ایک بیگانہ مرد بیٹھا ہے۔ یہ دیکھکر اُسے سخت وسست کہا۔ اور گالیان دین۔ ایک صاحبدل اس واقعہ سے آگاہ ہوکر فرمانے لگے ع

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست	چون ندانی کہ در سرائے تو کیست

الْمُجْرِمِیْنَ۔ کافرین نہ فرمانے کے مجرمین فرمانا اس لئے ہے۔ کہ ہر گنہگار ہراسان رہے اور تمام جرائم چھوڑدے ورنہ اس اسم شنیع سے کافرون مین شریک ہوجائیگا ۔ ١٢

ضَیق
کی ساتھ کسرۂ ضاد کے یہ دو لغتین ہین۔

لَا تَکُن فِی ضَیقٍ مِّمَّا یَمکُرُونَ ○ وَیَقُولُونَ مَتٰی ھٰذَا الوَعدُ اِن کُنتُم صٰدِقِینَ ○
قُل عَسٰی اَن یَّکُونَ رَدِفَ لَکُم بَعضُ الَّذِی تَستَعجِلُونَ ○ وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُو
فَضلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکثَرَھُم لَا یَشکُرُونَ ○ وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعلَمُ مَا
تُکِنُّ صُدُورُھُم وَمَا یُعلِنُونَ ○ وَمَا مِن غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَالاَرضِ اِلَّا
فِی کِتٰبٍ مُّبِینٍ ○ اُن لوگون نے کہا جو کافر ہوے کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ
دادا مٹی ہوجائین گے کیا ہم البتہ نکالے جائین گے۔ البتہ اسکا ہم سے اور اس سے
پہلے ہمارے باپ دادا سے وعدہ کیا گیا تھا (لیکن اسکا اثر ظاہر نہ ہوا) یہ تو صرف
اگلے لوگون کے کہانیان ہین۔ (اے نبی) کہدو کہ تم زمین مین پھر و پس دیکھو کہ
گنہگارون کا کیسا انجام ہوا۔ اور (اے نبی) تم اُن کا غم نہ کھاؤ اور اُن کے مکر کرنے سے
تنگ دل نہ ہو۔ اور کہتے ہین کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (عذاب) کب ہوگا۔ (اے نبی)

تُکِنُّ۔ کنّ الشئ سترہ و صانہ من الشمس وبابہ ردّ۔ واکنہ فی نفسہ اسرّہ۔ وقال ابو زید کنہ واکنہ بمعنی واحد فی الکن وفی النفس جمیعا (مختار) غَآئِبَۃٍ۔ جو شے کہ غائب اور مخفی ہووے اُسے غائبہ اور خافیہ کہتے ہین مثل عافیہ اور ذبیحہ کے یعنے وہ اسماء صفات ہین۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صفت ہوا ور تار مبالغہ کے لئے ہو جیسے راویہ۔ تو اب یہ معنے ہون گے کہ کوئی شے کیسی ہی چھپی ہوی ہو اللہ تعالی اُسے جانتا ہے اور لوح محفوظ مین اُسے لکھا ہے۔ ۱؎ بسبب اُن کے کفر کر اپنے دل سے اُن کا غم دور کردو اور چونکہ ہم ناصر ہین اسی لئے اُن سے کسی طرح کا خوف نہ کرو۔ ۲؎ فِی ضَیقٍ۔ ای فی حرج قلب یقال ضاق الشئ ضَیقا وضِیقا بالفتح والکسر والضیق تخفیف الضیّق (کبیر) ۱۲

کہدو کہ شاید کچھ اسمین سے جس کی تم جلدی سے خواہش کرتے ہو تمھارے قریب آگیا

ہو (اور تاخیرِ عذاب کا یہ سبب ہی) اور بے شک تمھارا پروردگار تو لوگون پر فضل کرنیوالا

ہے اور لیکن اکثر ان مین کے شکر نہین کرتے۔ اور بے شک تمھارا پروردگار خوب جانتا

ہے جو کچھ اُن کے سینے چھپا رکھتے ہین اور جو کچھ ظاہر کرتے ہین۔ اور کوئی چیز آسمان و

زمین مین مخفی نہین مگر ظاہر کتاب (یعنے لوح محفوظ) مین موجود ہے۔ بعد اثبات

مبدأ و معاد کے نبوت کا ثبوت فرماتا ہے۔ اور چونکہ اس کا عمدہ ثبوت قرآن سے ہے

اس لئے قرآن کی مدح فرماتا ہے۔ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَکْثَرَ

الَّذِیْ ھُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَھُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ○ اِنَّ رَبَّکَ

یَقْضِیْ بَیْنَھُمْ بِحُکْمِهٖ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ○ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ اِنَّکَ عَلَی الْحَقِّ

ع ۱ ۶/۷ ۶/۷

۱ جب عسی اور لعل اللہ تعالی کے وعدا ور وعید مین مستعمل ہوتے ہین صدق امر پر دلالت کرتے ہین وہ اپنے وقار اور تاخیر انتقام کے لئے اسکا استعمال فرماتا ہے ۲ یہ ردف لکم کا ترجمہ ہے یعنے بعض عذاب اسطرح تمھارے سے قریب ہو جائیگا جس طرح سوار کے پیچھے ردیف سوار ہوتا ہے صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین ردف لکم ای تبعکم ولحقکم علما نے کہا کہ یہ وعدہ قریش کے لئے روز بدر کا قتل اور عام کافرون کے لئے روز موت ہے۔ یہی معنی ابن عباس رضی اللہ عنہما و مجاہد و ضحاک و عطاء خراسانی و قتادہ وسدی سے مروی ہین ۳ مخفی کو ظاہر پر مقدم کرنے مین یہ نکتۂ عقلی ہے۔ کہ جو سینہ مین پوشیدہ ہے وہ دواعی اور ارادے ہین اور یہی اسباب اُن کے ہین جس سے کہ افعال جوارح ظاہر ہوتے ہین علم علت علم معلول کی یہی علت ہے تو تقدیم کی یہی وجہ ہے (کبیر) ۱۲

الْمُبِیْنِ ۝ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ۝ وَمَآ
اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ

بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر اُن چیزون کو بیان کرتا ہے جس مین وہ
اختلاف کر رہے ہین۔ اور بے شک یہ (قرآن) ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت
ہے۔ بے شک (اے نبی) تمھارا پروردگار اپنے حکم سے اُن کے درمیان مین فیصلہ
فرماتا ہے۔ اور وہی زبردست دانا ہے۔ پس تم اللہ پر بھروسہ کرو۔ بے شک تم صریح
حق پر ہو۔ بے شک تم مُردون کو (یعنے کافرون کو) نہین سنا سکتے اور نہ بہرون کو
پکار سنا سکتے ہو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جائین اور نہ تم اندھون کو اُنکی گمراہی سے راہ
دکھانے والے ہو۔ تم تو صرف اُسی کو سُناتے ہو جو ہماری آیتون کا یقین رکھتا ہے
پس وہی لوگ فرمانبردار ہین۔ جب کمالِ قدرت اور علم کے دلائل بیان فرمائے

وَلَا یُسْمِعُ الصُّمُّ کسی سا تھ یا ر مفتوح اور فتح میم کے ثلاثی مجرد سے اور صُمّ مرفوع بنابر فاعلیت کے معنے یہ کہ بہرا نہین سن سکتا

تَهْدِی الْعُمْیَ حمزہ ساتھ فتح تا سکون ہا کے اور عمی ساتھ نصب کے۔ معنے نہ اندھون کو راہ دکھاتے ہو۔

آواز

لہ اشارہ ہے کہ جو حق پر ہوتا ہے اللہ تعالے اُسکی مدد کرتا ہے۔ ۲ امر توکل کے بعد کافرون کو مردے فرمانے مین اسطرف اشارہ ہے کہ جو مردے ہون تو اُن سے نہ خوف چاہئے نہ طمع۔ ابتدار دعوت کے لحاظ کرتے وہ مردے ہین۔ اور اگر ہم انھین حیات بھی دین تو بھی کچھ فائدہ نہین کیونکہ وہ بہرے ہین علاوہ اس کے پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہین۔ اور یہ اُن کا حال بعد تبلیغ بلیغ کے ہے۔ کہ وہ اس کے بعد بھی نفرت کرتے ہین۔ پھر اگر ہم انھین سنا بھی دین تو وہ بصیرت کے اندھے ہین کہ جو سنین گے اُس پر عمل کرین گے۔ ۳ یعنے جیسے سننے سے کہ فائدہ ہو۔

پھر اُسی پر حشر کے امکان کی تصریح کی۔ یعنی قادر سب کچھ کرسکتا ہے پھر قرآن کا
اعجاز بیان فرمایا اب علامت قیامت بیان فرماتا ہے۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ
عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا
ع ۱۶ يُوْقِنُوْنَ ۶ اور جب اُن سے وعدہ[۲] ثابت ہو جائیگا تو ہم اُن کے لئے ایک جانور
زمین سے نکالیں گے جو اُن سے کلام کریگا کہ بے شک لوگ ہماری آیتوں کا یقین
نہیں کرتے تھے یعنے وہ جانور لوگوں سے مخاطب ہوکر اسطرح کہیگا کہ اللہ تعالیٰ کی
آیات کا ان لوگوں کو یقین نہ رہا احادیث[۳] میں اسکا بیان تصریح سے ہے۔ بعد علامت

[۱] بعد اعجاز قرآن قیامت کو اس لئے بیان فرمایا کہ قرآن پر ہی ان باتوں کی تصدیق موقوف ہے۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ۔ قول سے اس کا متعلق مراد ہے یعنے قیامت آنے کا جو اُن سے وعدہ کیا گیا اور وقوع مراد حصول ہے۔ غرض اس سے قرب قیامت ہے۔ اَنَّ النَّاسَ۔ یہ جملہ مفسرہ ہے۔ اور بِاٰیٰتِنَا بحذف مضاف ہے یعنے بآیات ربنا۔ یا آیات کی اضافت اُس جانور کی جانب اس لئے خاص ہوئی کہ وہ اس کا محل ہے۔ یا اُس کے قول کی حکایت ہے بعینہ وہی لفظ نہیں ہیں۔ اور اگر وہ جانور حکایت قول الٰہی کرتا ہے تو تقدیر یوں ہوگی۔ و تقول قال اللہ ان الناس (تنبیہ) جن لوگوں کو کلام دابہ میں تامل ہو وہ طوطے اور مینا کی باتوں پر غور کریں کہ انسان کی تعلیم سے جانور بات کریں۔ پھر اللہ کی تعلیم سے تو بطریق اولیٰ بات کر سکتے ہیں۔ [۲] یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا جب لوگ دین حق چھوڑ کر بداعتقاد ہو جائیں گے۔ [۳] شیخ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ان احادیث کو نقل کیا ہے اس میں سے ہم بھی ایک حدیث نقل کرتے ہیں حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ہم لوگ قیامت کا تذکرہ کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ظاہر ہو کر فرمانے لگے کہ قیامت اُسوقت تک قایم

قیامت اب قیامت کا حال بیان فرماتا ہے وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ فَوْجًا
مِّمَّنْ یُّکَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَکَذَّبْتُمْ بِاٰیٰتِیْ وَلَمْ
تُحِیْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ
لَا یَنْطِقُوْنَ ۝ اور جس دن ہم ہر امت سے ایک گروہ کو نکالینگے جو ہماری آیتوں کو
جھٹلاتے ہیں پھر وہ جمع کیے جائینگے۔ یہانتک کہ جب وہ آجائینگے (اللہ)
فرمائیگا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم نے اُن کے علم کا احاطہ نہ کیا تھا
یا تم کیا کرتے تھے۔ اور اُن پر قول (عذاب) بہ سبب اُن کے ظلم کے ثابت ہو گیا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) نہیں ہوگی کہ تم اللہ تعالے کے دس آیات دیکھو۔ اول مغرب سے آفتاب کا نکلنا۔ دوم دہوان۔ سوم دابۃ الارض۔ چہارم یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ پنجم و ششم عیسٰے ابن مریم و دجال کا نکلنا۔ ہفتم ہشتم نہم۔ تین خسف ہیں خسف بمغرب خسف بمشرق خسف بہ جزیرۂ عرب۔ دہم ایک آگ جو عدن کے قعر سے نکلیگی وہ لوگون کو محشر کیطرف ہانکیگی۔ جہان رات کو رہین ان کے ساتھہ رات بسر کریگی اور جہان دن میں دوپہر کو آرام لین اُن کے ساتھہ دوپہر کو ٹھہرے گی (رواہ احمد ومسلم والاربعہ) دوسرے احادیث مین آیا ہے کہ دابۃ لوگون کو داغ دیگا۔ مختصر۔ (امام احمد وابن ماجہ وغیرہ) یوزعون۔ اگلے پچھلے والو کیلئے روکدئے جائینگے تا سب اکٹھے جمع ہوجائین۔ اس سے کثرت عدد مراد ہے۔ لشکر سلیمان علیہ السلام کا بھی اسیطرح وصف کیا گیا ہو۔ ولم تحیطوا۔ جملۂ حالیہ ہے جس سے انکی تکذیب کی پوری طور سے برائی ظاہر کرنا مقصود ہے کہ تم نے بے سوچے سمجھے جھٹلا دیا۔ اما۔ ام ماذا۔ ام متصلہ ہے اور ما استفہامیہ ہو یعنے آیا وہ کیا چیز تھی جو تم کرتے تھے۔ سوائے تکذیب وکفر کے تمھارا کچھہ بھی عمل نہ تھا۔ ابوحیان نے کہا ام منقطعہ ہو یعنے بلکہ وہ کیا چیز تھی جو تم کرتے تھے یعنی تم نے کس شغل مین مبتلا ہوکر آیات آلہی کو جھٹلایا۔ لہ جب نیک کام نہ کیا تو پھر گویا کچھہ بھی نہ کیا ۱۲

تو وہ بول بھی نہ سکینگے۔ جب اللہ تعالےٰ نے حالاتِ قیامت بیان فرماکے
ڈرایا اب ایسا کلام بیان فرماتا ہے جو توحید وحشر ونبوت ہرایک کی دلیل ہوسکے اور
کافر کفر سے باز آئے اور جلد ایمان قبول کرے۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْکُنُوْا
فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ کیا انھون نے نہیں
دیکھا کہ ہم نے رات کو اس لئے بنایا ہے تاکہ یہ اُسمین آرام کرین اور دن کو روشن
بنایا۔ بیشک اس مین اُن لوگون کے لئے نشانیان ہین جو یقین کرتے ہین۔ جو
نور کو ظلمت سے اور ظلمت کو نور سے بدلتا ہے وہ موت وحیات پر بھی قادر ہے
دوسری علامت قیامت کی۔ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِیْنَ ۝ اور جس دن صور
پھونکا جائیگا تو گھبرا جائینگے جو آسمانون مین ہین اور جو زمین مین ہین مگر جسکو
اللہ چاہے (تو اسے گھبراہٹ نہ ہوگی) اور سب اُس کے پاس عاجزی کرتے ہوئے
آئینگے۔ تیسری علامت قیامِ قیامت کی وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً

(حاشیہ: اُتُوْهُ سوائے حفص وحمزہ کے مد سے اور ضم تا سے۔)

(حاشیہ: تَحْسِبُهَا نافع ومکی وبصری وکسائی سا تھہ کسرِ سین کے پڑھا ہے۔)

ف عذابِ آلٰہی اُنھین نطق وگویائی واعتذار سے باز رکھیگا۔ وَتَرَی۔ رویتِ بصری مراد ہے۔
تَحْسَبُهَا۔ حال ہے۔ جَامِدَةً۔ ثابتة فی مکانها۔ جب اجرامِ کبار ایک ہی جانب حرکت کرتے ہین تو
اُنکی حرکت ظاہری طور پر نہین معلوم ہوتی۔ چنانچہ نابغہ نے لشکر کے وصف مین کہا ہے۔ ؎

فارعن مثل الطود تحسب انہم	وقوف لحاج والرکاب تھملج

وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝

اور (اے انسان) تو پہاڑون کو دیکھتا ہی انھین جمے ہوے گمان کرتا ہے حالانکہ وہ (قیامت کے دن) بادل کی چال کی مانند چلین گے۔ کاریگری اللہ کی جس نے[له] ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ بیشک وہ اس سے واقف ہی جو تم کرتے ہو۔ بعد علامات قیامت جو مکلفین کا حال قیامت قایم ہونے کے بعد ہوگا اس طرح بیان فرماتا ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ جو کوئی نیکی لیکر آے گا تو اُس کے لئے اس سے بہتر (بدلہ) ہے۔ اور وہ اُس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہین۔ اور جو برائی لیکر آیا تو وہ اوندھے منہ آگ مین ڈالدے جائین گے (ان سے کہا جائیگا) کہ تم اُسی کی سزا دے جاتے ہو جو تم کرتے تھے۔ جب مبدا و معاد و نبوت و علامات قیامت و صفت اہل قیامت (یعنے ثواب و عذاب) بیان فرماچکا

یَفْعَلُوْنَ کی ولبصری و ہشام ساتھ یا رغیب کے۔

فَزَعٍ نافع و کوفی و لبصری و شامی بغیر تنوین کے پڑھتے ہین

يَوْمَئِذٍ کی و بصری و شامی ساتھ میم کے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تاویل اس آیت کی اس طرح ہے کہ تو جہال اشخاص کو دیکھتا ہے کہ جامد و یعنے از حال برمین اور حالانکہ وہ چلتے ہین یعنے سلوک صفات اور تبدیل اخلاق مثل سیر سحاب کے کرتے ہین۔

[له] اگر منکرین قدرت آلہی پہاڑون کے چلنے کا انکار کرین تو فرماتا ہے جس نے مستحکم کیا وہ اکھیڑ بھی سکتا ہی۔ وجوھھم۔ یعبر عن الجملة بالوجه والرأس والرقبة فكانه قيل كبوا فى النار۔ (کبیر) ۱۲

اور عقاید دین کے متعلق اس سے بہتر بیان نہین ہو سکتا۔ **اب** اس عمدہ
خاتمہ پر کلام کو ختم فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ
الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَ
اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ
اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع (اے نبی کہدو
کہ) مجھے تو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ مین اس شہر (مکہ) کے مالک کی عبادت
کرون جس نے اُسے حرمت[لہ] دی ہے اور ہر چیز اوس کی ہے اور مجھے
حکم دیا گیا ہے کہ مین فرمان برداروں مین سے ہو جاؤن۔ اور یہ کہ قرآن
پڑھون پھر جو کوئی راہ پر آئے تو سوا اُس کے نہین کہ اپنی ذات کے لئے
راہ پاتا ہے اور جو کوئی گمراہ ہو جائے تو کہدو کہ مین صرف ڈرانے والون
مین سے ہون۔ اور کہدو کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے وہ عنقریب
تمھین اپنی نشانیان دکھائیگا پس تم اُنھین پہچان لوگے۔ اور تمھارا پروردگار

یَعْمَلُوْنَ کی ونیز بک وشعبہ وحمزہ دکسائی ساتھ یا پڑھیں گے۔

لہ جو اس جگہ مین پناہ لیتا ہے وہ امن مین آجاتا ہے۔ نہ وہان کا درخت کاٹا جاتا ہے۔
نہ وہان شکار کیا جاتا ہے ۔ ۱۲

اُس سے غافل نہین جو تم کر رہے ہو۔ ان آیتون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اللہ کی عبادت کرین اور ہر کام مین اُس کے فرمانبردار رہین۔ اور قرآن پڑہین اور لوگون کو سمجھائین۔ جس نے راہ پائی اُس نے اپنا ہی فائدہ حاصل کیا۔ اور جو گمراہ ہوا تو تم کہد و کہ مین اُن رسولون مین سے ہون جنھون نے اپنی قوم کو ڈرایا۔ مین تو اپنے عہدہ سے بری ہو گیا۔ اب تمھارے ذمہ اُسکی تعمیل ہے۔ اور اے پیغمبر تم الحمد للہ کہو کہ جو بغیر ڈرائے اور حجت قایم کرنے کے کسی پر عذاب نہین کرتا اور وہ قریب مین تمھین اپنی نشانیان دکھلائیگا تو جو رجوع کرے اُس کے لئے مبارک بادی ہے۔ ورنہ وقت گذر جانیکے بعد حسرت ہی حسرت ہے۔ ے

کنون باید اے خفتہ بیدار بود	چو مرگ اندر آرد ز خوابت چہ سود
تو غافل در اندیشۂ سود و مال	کہ سرمایۂ عمر شد پایمال

اور تمھارا پروردگار اس سے غافل نہین جو تم کر رہے ہو۔ آدمی کو چاہئے کہ ہر حال مین اُسے حاضر و ناظر سمجھے اور ورع و تقوے اختیار کرے (کلمۃ)

ورع محلِ تہمت سے بچنا اس خوف سے کہ کہین شبہ مین نہ واقع ہو جائے پس بعض کا ورع کھانے پینے مین ہوتا ہے۔ تو وہ کوئی چیز کسی سے نہین لیتا ہے

مگر وہی چیز کہ جس مین شبہ نہ ہووے۔ اور یہ ورع عابدون اور زاہدون کا ہی
اور بعض کا ورع بے کار باتین کرنے اور سننے سے ہوتا ہے۔ بدلیل حدیث
شریف مِن حُسنِ اِسلامِ المَرءِ تَرکُہٗ مَالَا یَعنِیہِ۔ اور بعض کا ورع گذشتہ چارون
باتون یعنے کھانے پینے بولنے سننے مین ہوتا ہے اور یہ زاہدون کا انتہائی مرتبہ
ہے اور سالکون کا ابتدائی۔ اور بعض کا ورع تمام ظاہری حرکات و سکنات مین
ہی اس درجہ تک کہ غیر کی زمین سے ڈھیلا اٹھانا جھاڑ کے سایہ مین آنا مگر اجازت سے
صاحب مالک کی یہان تک کہ عطار کے آگے نہ کھڑا رہی جبتک اجازت اسکی نہو۔ تا کہ عطر کی بو
بے اجازت اس کے نہ سونگھے۔ اور بعض کا ورع ضبط ظاہر کے بعد امور باطنہ مین ہوتا ہی اور
بعض کا ورع گمانون مین ہوتا ہی چنانچہ بفرمان اِنَّ بَعضَ الظَّنِّ اِثمٌ کسی کے سا
برا گمان نہین کرتے ہین۔ اور یہ مرتبہ طریقہ کے عام لوگون کا ہے۔ اور بعض کا
ورع گناہون کے خطرون سے ہوتا ہے یہ مرتبہ عام مریدونکا ہی۔ اور بعض کا ورع جمیع خطرات مین
ہے تاکہ ماسوے کے خطرے نہ آئین۔ اور یہ مرتبہ خاص مریدون اور عام عارفونکا ہی۔ اور بعض
کا ورع ایسے خطرے سے ہوتا ہی کہ تعلق نہ رکھتا ہو اس مقام سے کہ جس مین حق سبحانہ نے اسے
مقیم کیا ہی۔ اور جسوقت اس مقام سے دوسرے مقام مین نقل کرے وہان بھی وہی حال ہی۔ اور ایسا ہی تمام
مقامات کی نقل اسکو کرنی نہین یہ مرتبہ اکامل کا ہی کہ جو سیوا انکے مقتضیات کتنا واقف ہوتا ہے اور یہ مرتبہ حفظ باطن مین اعلی درجہ کا ہے